ISSN 1992-5018

ISLAMABAD LAW REVIEW

Quarterly Research Journal of Faculty of Shariah& Law, International Islamic University, Islamabad

Volume 2, Number 3&4, Autumn/Winter 2018

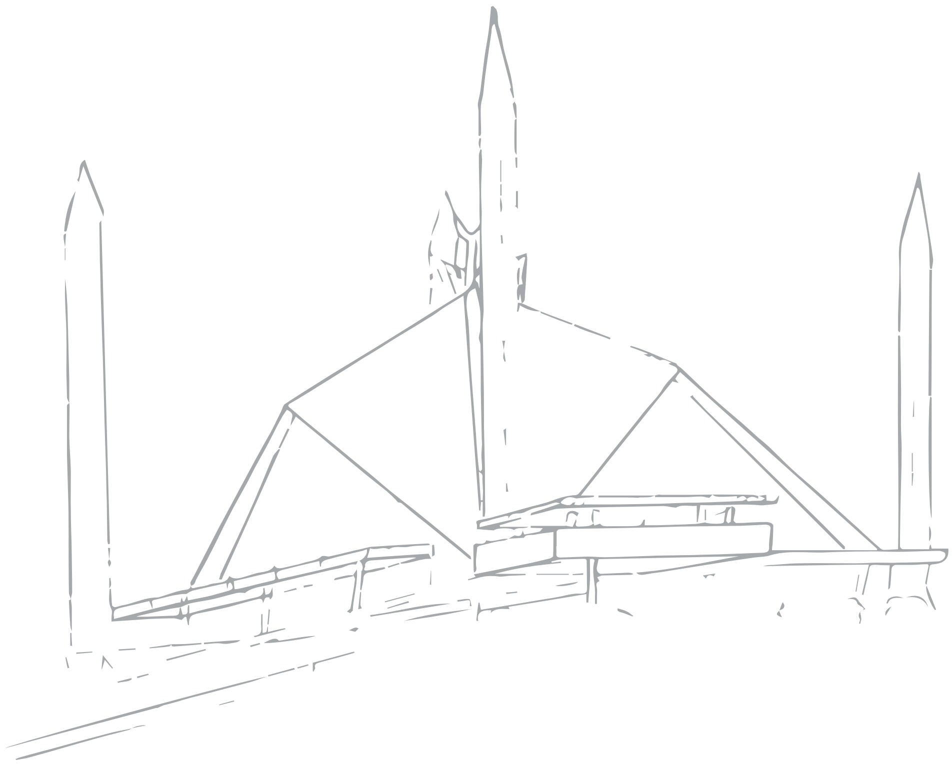

انسانی حقوق کے حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا تجزیاتی مطالعہ

An overview of the reports of Council of Islamic Idealogy regarding Human Rights

عائشہ جدون*

اشفاق احمد**

Abstract

The Council of Islamic Ideology is key component in all institutions where promotion of Islamic ideology is paramount. The Council has given tremendous input in developing and amending the Islamic laws. According to the article 230 of the Constitution of Pakistan, it is pertinent that the council has to advise the legislative and establishment on the development and application of Islamic laws. Moreover, the Council also responds on the Human rights laws after assessing their validity under Islam. For instance, article 2 of the International Law has been removed due to its of clarity in comparison to the Islamic Constitution and amendments have been done in article 3 and 10(1) of the International convention for Economic, Cultural and Social Rights thus playing a viable role. The recommendations of the Council on Human rights laws are pragmatic in various aspects as they fill the lacuna in the constitution. Moreover, International organizations scathingly defy the contemporary recommendations of the council on the rights of women and children.

Keywords: *The Council of Islamic Idealogy, Human rights, Constitution of Pakistan, Recommendations.*

تمہید

اسلامی نظریاتی کونسل کا شمار ان آئینی اداروں میں ہوتا ہے جن کی بنیاد ملک میں اسلامی نظام کی ترویج کے یک نکاتی ایجنڈے پہ استوار کی گئی ہے۔اس حوالے سے کونسل نے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ تمام

* لیکچرر عربک اینڈ اسلامک اسٹڈیز، وومن یونی ورسٹی، صوابی a_jadoon82@yahoo.com

** ریسرچ آفیسر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد۔ ishfaq_iiui@yahoo.com

مروج قوانین پہ نظرثانی کرنے کے ساتھ ساتھ کئی اہم امور حیات کے متعلق نئے مسودہائے قوانین بھی تیار کر کے مقننہ کو پیش کیے گئے ہیں۔ جن میں سے بیشتر قوانین ہنوز شرمندہ تنفیذ ہیں۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۳۰ کی رو سے کونسل کی ایک بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ "کسی ایوان، صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو کسی ایسے سوال کے بارے میں مشورہ دے جس کی بابت اس سے پوچھا جائے کہ وہ قانون اسلامی کے منافی ہے یا نہیں۔"[1] اس کے تحت قومی و صوبائی اسمبلیاں اور مختلف وزارتیں وقتاً فوقتاً کونسل کو استفسارات ارسال کرتی رہتی ہیں جن پہ غور کر کے کونسل جواب ارسال کرتی ہے۔[2] انسانی حقوق کے حوالے سے کونسل کی سفارشات دو طرح کی ہیں: ایک تو وہ سفارشات جو قوانین کے جائزے کے دوران کونسل نے پیش کیں، یہ سفارشات گو کہ تعداد میں کم ہیں لیکن ان کی حیثیت مقننہ کے لیے رہنما اصول کی سی ہے۔ دوسری وہ سفارشات جو کہ کسی استفسار کے جواب میں دی گئی ہیں۔ یہ استفسارات عام طور پر حقوق انسانی کے بین الاقوامی قانون کی بعض دفعات کے متعلق ہیں۔ مقالہ ہذا میں درج بالا دو حوالوں سے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

انسانی حقوق کے حوالے سے کونسل کی رہنما سفارشات/اصول

انسانی حقوق کے حوالے سے آئین پاکستان میں واضح طور پر بنیادی انسانی حقوق کا تعین کیا گیا ہے لہذا آئینی طور پر کسی بنیادی انسانی حق کے خلاف قانون سازی کرنا ممکن نہیں۔ تاہم بعض اوقات ایسے قانون تشکیل پاتے رہے جن سے بظاہر بنیادی انسانی حقوق متاثر ہوتے ہیں؛ ایسے قوانین کسی نہ کسی شکل میں اب بھی موجود ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے ایسے قوانین کے سدباب کے لیے اپنی حتمی رپورٹ میں کچھ رہنما اصول دیے ہیں اور آئین

---

(1) آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۳۰ میں کونسل کے جو فرائض منصبی بیان ہوئے ہیں وہ یہ ہیں:

1) کونسل کو ایسے ذرائع و مسائل کی سفارش کرنا پارلمنٹ اور صوبائی اسمبلی کو جس سے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں اسلام کے مطابق گزارنے کی ترغیب ملے؛

2) کسی ایوان، صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو کسی ایسے سوال کے بارے میں مشورہ دینا جس کی بابت اس سے پوچھا جائے کہ وہ قانون اسلامی کے منافی ہے یا نہیں؛

3) ایسی تدابیر جن سے قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا سفارش کرنا؛

4) پارلمنٹ اور صوبائی اسمبلی کی راہنمائی کے لیے اسلام کے احکام کی موزوں شکل میں تدوین کرنا جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جاسکے؛

5) اسی طرح آرٹیکل ۲۹۹ کے تحت کوئی سوال ایوان، صوبائی اسمبلی وغیرہ سے کونسل کو بھیجا جائے تو ۱۵ دن کے اندر کونسل اس مدت کے بارے میں بتائے گی جس میں وہ مشورہ فراہم کر سکے۔ آئین پاکستان ۱۹۷۳ کے آرٹیکل ۲۳۰ (۱)(سی)۔

(2) یہ استفسارات اب کونسل سے طبع ہو چکے ہیں، ملاحظہ ہو: ڈاکٹر اکرام الحق یاسین، **استفسارات**، (اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل، ۲۰۱۸ء)۔

پاکستان میں دیے گئے بنیادی انسانی حقوق کو ملحوظ رکھنے کی سفارش کے ساتھ ساتھ بعض قوانین میں ترمیم بھی تجویز کی، جن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

اَ. بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ اور دستور کی بالادستی

اسلامی نظریاتی کونسل نے آئینی ذمہ داری کی تکمیل کرتے ہوئے اپنی حتمی رپورٹ میں قوانین کے جائزے کے لیے کچھ رہنما خطوط تشکیل دیے ہیں[3]۔ان رہنما اصولوں کی تمہید میں کونسل نے قرار دیا ہے:

> چونکہ قوانین پر دستور کی بالادستی یقینی بنانا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے اور دستور میں شامل جملہ حقوق کو تحفظ فراہم کرنا لازمی ہے لہذا سفارش کی جاتی ہے کہ ایسے تمام قوانین جو دستور کے آرٹیکل ۳۱تا۳۸ کے خلاف ہیں۔۔ فوراً منسوخ کر دیے جائیں۔[4]

اس دوٹوک تجویز کے بعد کونسل نے چند قوانین کے حوالے پہ مشتمل ایک مختصر سی فہرست پیش کی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس فہرست میں پہلا حوالہ بنیادی انسانی حقوق کا ہے کہ دستور کے ابتدائیہ کے پیرا نمبر ۴ و ۸ میں شامل، نیز آرٹیکل ۸ میں دیے گئے حقوق کے منافی قوانین[5] نہ بنائے جائیں۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے کونسل کے ہاں کس قدر حساسیت ہے۔

ب. مقدس ہستیوں کے ناموس کا تحفظ

رہنما اصولوں کی تمہیدی ہدایات میں ایک اور ہدایت مقدس ہستیوں کی ناموس کے خلاف ہونے والے جرائم کے سدباب سے متعلق ہے جس کے بارے میں کونسل نے قرار دیا کہ:

> آرٹیکل ۳۳ اور مجموعہ تعزیرات پاکستان ۲۲۸ کی روشنی میں مسلمہ اور مقدس ہستیوں کی شان میں گستاخی سے متعلق جرائم۔[6]

ج. بنیادی انسانی ضروریات/رہائشی مکان

کونسل نے رہنما اصولوں کے بیان میں بطور دوسرا اصول اس بات کو ذکر کیا ہے کہ رہائشی مکان ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے لہذا ایک رہائشی مکان پر حکومت کو کسی نوع کا ٹیکس لگانے کا اختیار نہیں اور ٹیکس کی بابت قوانین میں ترمیم کرتے ہوئے ایک مکان کو مستثنیٰ کیا جائے۔

---

(3) ملاحظہ ہو: آئین پاکستان کی دفعات ۲۲۷، ۲۳۰۔

(4) ملاحظہ ہو: اسلامی نظریاتی کونسل، **فائنل رپورٹ**، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۸ء)، ا۔

(5) اسلامی نظریاتی کونسل، **مصدر سابق۔**

(6) اسلامی نظریاتی کونسل، **مصدر سابق۔**

''اسلام نے پانچ چیزوں کو انسان کی بنیادی ضروریات قرار دیا ہے۔ چنانچہ ہر شخص ان کے حصول کا حق دار اور حکومت ان کی فراہمی کی ذمہ دار ہے۔ رہائشی مکان ان ضروریات میں سے ایک ہے۔ اس لیے کونسل سفارش کرتی ہے کہ جنقوانین کے تحت ہاوس ٹیکس نافذ کیا گیا ہے ان میں اس طرح ترمیم کر دی جائے کہ ہر شہری کے ایک رہائشی مکان کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔''(7)

د. بلا روک ٹوک دادرسی کا حق

وہ تمام قوانین جو مظلوم یا متاثرہ شہری کے حق دادرسی کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں ان میں بھی ترمیم کی جائے۔ اس سلسے میں بطور خاص وہ قوانین جن میں متاثرہ شخص کو چارہ جوئی سے قبل کسی افسر مجاز سے اجازت کا پابند کیا گیا ان میں تبدیلی کے لیے کونسل نے حکومت کو رہنما اصول نمبر ۳ میں سفارش کی ہے۔ چنانچہ کونسل نے قرار دیا کہ:

''ایسے جملہ قوانین یا دفعات جن کی رو سے متاثرہ افراد کے لیے لازمی قرار دیا گیا ہے کہ اپنے اپور ہونے والے ظلم کی دادرسی کے لیے چارہ جوئی سے پہلے کسی افسر یا اہل کار سے اجازت حاصل کریں منسوخ ہونے چاہییں یا ان میں اس طرح ترمیم کی جانی چاہیے کہ ہر متاثرہ شخص کسی سے اجازت لیے بغیر زیادتی کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر سکے۔''(8)

ہ. جائداد کے تحفظ کا حق

اسلام میں نجی املاک کے تحفظ کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اور کسی بھی شخص کا بنیادی حق ہے کہ وہ اپنی مملوکہ چیز میں بیع و شراء کے حوالے سے جو چاہے تصرف کرے۔ اسلام کی رو سے کسی کی نجی زمین پر قبضہ کرنا ظلم اور ہلاکت و بربادی کا سبب ہے۔ کئی آیات اور احادیث میں اس حوالے سے سخت وعیدیں وارد ہیں(9)۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے رہنما اصول نمبر ۴ میں اس حوالے سے حکومت کو سفارش کی ہے کہ کسی کی جائداد کا دائمی یا عارضی قبضہ مالک کی رضامندی کے بغیر حاصل نہ کیا جاوے۔

''حکومت کا کسی کی جائداد کو حاصل کرنا اور عارضی طور پر قبضہ میں لینا مالک کی رضاکارانہ منظوری کے تابع اور معاوضہ کی ادائی کے وقت مروجہ بازاری قیمت کے مطابق ہونا چاہیے۔''(10)

و. ورثاء کے لیے حق ترکہ کا تحفظ

کونسل نے اپنی سالانہ رپورٹ ۸۶/۸۷ ۱۹ء میں حکومت کو یہ سفارش کی تھی کہ سرکاری ملازمین کی وفات کے وقت ان کے بقایاجات شرعی ورثاء میں تقسیم ترکہ کے اصولوں کی روشنی میں تقسیم کیے جائیں اور صرف وصی

---

(7) اسلامی نظریاتی کونسل، **مصدر سابق**، ۵۔

(8) اسلامی نظریاتی کونسل، **مصدر سابق**، ۷۔

(9) ملاحظہ ہو: القرآن، ۴: ۲۹؛ بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (بیروت: دار الجیل)، ۲: ۱۳۵۔

(10) اسلامی نظریاتی کونسل، **فائنل رپورٹ**، ۸۔

اور بیوہ کو تمام مال نہ دیا جائے۔ متوفی نے اگر بیوی کے حق میں تمام مال کی وصیت کی ہو تو شیعہ ہونے کی صورت میں تہائی مال بیوہ کو دیا جائے جبکہ باقی دو تہائی بشمول زوجہ ورثاء میں تقسیم کیا جائے۔[11] کونسل نے اپنی فائنل رپورٹ میں بطور رہنما اصول قدرے مزید تفصیل کے ساتھ اس سفارش کو دھرایا اور حکومت کو ترکے سے متعلق قوانین میں ترمیم کی سفارش کی۔ رہنما اصول میں کہا گیا ہے:

"ایسے تمام قوانین جو کسی رقم، یا مالی فوائد میں اضافہ (سے حاصل ہونے والی رقم) یا کسی قابض کے ورثے کی رقم یا (اس کے) حساب (Account) میں موجود رقم، سٹاک مارکیٹ کے شیئرز، انشورنس کے پریمیم، جی پی فنڈ کی رقم، (ایسی رقوم کے) قابض یا مالک کی وفات کی صورت میں اس کے نامزد کردہ شخص/اشخاص میں تقسیم کے قواعد سے تعلق رکھتے ہیں ان میں اس طرح ترمیم کردی جائے کہ مرحوم کا ترکہ صرف اس کے نامزد کردہ شخص یا اشخاص میں تقسیم کیا جائے؛ ترکے کی اس رقم کو صرف مرحوم کے نامزد کردہ اشخاص کی قانونی ملکیت نہ سمجھا جائے۔"[12]

ز. حبس بے جا/جبری گمشدگی کی ممانعت

آزادی ہر انسان کا بنیادی حق ہے اور کسی شخص کو محبوس کرنا یا ایذا پہنچانا اسلام کی رو سے حرام اور سنگین جرم ہے،[13] یہ ایذا انفرادی سطح پہ بھی ممنوع ہے اور حکومتی سطح پہ بھی کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی کو بلاجواز تکلیف پہنچائے۔ حتی کہ سنت الہٰی بھی یہ ہے کہ اتمام حجت کے بغیر کسی قوم کو سزا نہیں دی جاتی۔[14] ایذا اور تکلیف کی مختلف صورتیں ہیں جن میں سے ایک صورت حبس بے جا بھی ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے رہنما اصول نمبر ٦ میں حکومت کو سفارش کی ہے کہ کسی شخص کو عدالتی اجازت نامے کے بغیر گرفتار اور محبوس نہ کیا جائے۔

"کسی شخص کو وارنٹ دکھائے بغیر نہ تو گرفتار کیا جاسکتا ہے، نہ ہی حراست میں رکھا جاسکتا ہے۔"[15]

کونسل کی یہ سفارش اپنی پوری معنویت کے ساتھ آج بھی تشنہ نفاذ ہے؛ اور ماورائے عدالت حبس بے جا میں رکھنے کا ئے روز سلسلہ دراز تر ہو رہا ہے۔

ح. ملزم کے حقوق

ملزمان کے حوالے سے کونسل نے رہنما اصول نمبر ٧ میں ان حقوق کی پابندی کی سفارش کی ہے:

(11) اسلامی نظریاتی کونسل، **سالانہ رپورٹ ٨٦۔١٩٨٧ء**، (اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی)، ٧٦۔٧٧۔

(12) اسلامی نظریاتی کونسل، **فائنل رپورٹ**، ١٠۔

(13) **القرآن**، ١٧: ١٥

(14) **القرآن**، ٥٨،٣٣۔

(15) اسلامی نظریاتی کونسل، **فائنل رپورٹ**، ١١۔

۱. ملزم کو ہتھکڑی نہ لگائی جائے؛
۲. ملزم کو بیڑیاں نہ پہنائی جائیں؛
۳. ملزم کو ننگا نہ کیا جائے اور نہ ہی ٹاٹ کا لباس پہنایا جائے؛
۴. ملزم کو فاقہ کشی کی سزا نہیں دی جا سکتی؛
۵. ملزم کو بنیادی ضروریات یا سہولیات سے محرومی کی سزا نہیں دینی چاہیے؛
۶. ملزم کو ایسے حالات میں نہ رکھا جائے کہ شرعی فرائض مثلاً نماز پڑھنا، وضو کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا وغیرہ اس کے لیے ممکن نہ ہو سکے؛
۷. ہر شادی شدہ فرد کو اس امر کی اجازت دی جائے یا سہولت فراہم کی جائے کہ کم از کم ہر چار مہینے کے بعد وہ اپنے رفیق حیات (بیوی/شوہر) کے ساتھ ایک یا دو راتیں گزار سکے؛
۸. کسی شخص پر ظالمانہ تشدد نہ کیا جائے۔ انسانی وقار کے منافی دباؤ یا مذہبی فرائض میں رکاوٹ ڈالنے والے افعال پر فوری پابندی لگائی جائے؛
۹. قید تنہائی کا خاتمہ ہونا چاہیے؛
۱۰. ایک جرم کی دو بار سزا کا سلسلہ بھی بند ہونا چاہیے؛
۱۱. قانون و شریعت کی نظر میں تمام انسان برابر ہیں، اس لیے قانون کے نفاذ میں کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں ہونا چاہیے۔[16]

اگر دیکھا جائے تو یہ تجاویز اپنے اندر اسلامی نظام عدل کا فلسفہ سموئے ہوئے ہیں۔ اسلام میں حق عرض، حبس بے جا کی ممانعت اور تعدد ضمان کی نفی کی جو تعلیمات ہیں، یہ تجاویز ان کا آئینہ ہیں۔ اس وقت قانونی صورت حال یہ ہے کہ ضابطہ ہائے فوجداری و دیوانی میں ملزمان کے جو ۲۸ حقوق تسلیم کیے گئے ہیں ان میں ماسوائے ''ایک ہی جرم کی دہری سزا'' کے مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی حق کے تحفظ کی ضمانت نہیں فراہم کی گئی۔[17]

ط. اپیل کا حق

حکومت یا عدلیہ کے کسی حکم کے خلاف اپیل کے حق سے کسی شہری کو محروم نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام کی رو سے اگر حاکم یا قاضی اپنے فیصلے میں کسی غلطی کا مرتکب ہو تو شہری کا بیت المال سے مداوا کیا جائے گا۔ فقہ کا مشہور قاعدہ کلیہ ہے کہ خطاالامام والحاكم في أحكامه في بيت المال[18] کونسل نے رہنما اصول نمبر ۸ میں حکومت کو ان تمام قوانین میں ترمیم کی سفارش کی ہے جن کی رو سے شہری کو حکومت کے خلاف اپیل کے حق سے محروم کیا گیا ہے۔ چنانچہ کونسل کے رہنما اصول میں ہے:

(16) اسلامی نظریاتی کونسل، **فائنل رپورٹ**، ۱۳۔
(17) ملاحظہ ہو **ضابطہ فوجداری**، دفعہ ۴۰۳؛ آئین پاکستان، آرٹیکل ۲۰، (۲)۔
(18) بورنو، محمد صدقی احمد، **موسوعة القواعد الفقهية**، (ریاض: دار ابن حزم، ۱۴۲۱ھ)، ۳: ۲۸۵۔

''ایسے تمام قوانین میں جن کی رو سے شہریوں کو حکومت کے کسی فیصلہ یا حکم کے خلاف اپیل کرنے کے حق سے محروم کیا گیا ہے اس طرح ترمیم کر دینی چاہیے کہ آدمی کو کم از کم ایک اپیل کا حق لازماً حاصل ہو جائے۔''(19)

ی. حق خلوت/چار دیواری کا تحفظ

کونسل کے رہنما اصول نمبر ۱۰ میں ملزم کے حق خلوت یعنی چار دیواری کو تحفظ فراہم کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ گو کہ موجودہ قوانین میں پولیس کو چار دیواری میں خصوصی عدالتی اجازت کے بغیر گھسنے کی اجازت نہیں تاہم کونسل کی تجویز یہ ہے کہ اس سلسلے میں عدالتی اجازت کی بجائے اہل خانہ سے اجازت لی جائے کیونکہ حق آبرو کی حفاظت مقاصد شریعت میں سے ہے اور اس سلسلے میں قرآن کریم کی صریح نصوص موجود ہیں۔ کونسل کے اصول کی عبارت درج ذیل ہے:

''کسی ایسی جگہ کی تلاشی لینے سے پہلے جو رہائشی اغراض کے لیے استعمال ہوتی ہو یا افراد خانہ کے دیگر کام میں آتی ہو وہاں رہائش پذیر افراد سے اجازت لینا ضروری ہے تاکہ ان کی خلوت میں نہ پڑے۔ شریعت میں لوگوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔''(20)

ک. سرکاری اہل کاروں کے جرائم کے تحفظ کی ممانعت

کونسل نے رہنما اصول نمبر ۱۱ میں سرکاری اہل کاروں کے جرائم کو تحفظ فراہم کرنے یا انھیں کار سرکار کی ادائی کے دوران میں کسی شہری کی جان و مال یا عزت کی پامالی کے جرائم میں استثنا فراہم کرنے والے قوانین کو تبدیل کرنے کی سفارش کی ہے اور قرار دیا ہے کہ سرکاری اہل کاروں سے یہ جرائم خواہ نیک نیتی سے ہی سرزد ہوں قابل مواخذہ ہوں گے اور اس سلسلے میں انھیں کسی نوع کا قانونی تحفظ حاصل نہیں ہونا چاہیے۔ کونسل کے رہنما اصول کے مطابق:

''بعض قوانین کے ذریعے سرکاری عہدیداروں کے ایسے افعال کو تحفظ دیا گیا ہے جو انھوں نے اپنے فرائض منصبی کی بجاآوری کے دوران میں نیک نیتی سے کیے ہوں، خواہ ان افعال کے نتیجے میں کسی شخص کی جان، مال اور عزت و آبرو کو نقصان پہنچ جائے۔''(21)

---

(19) اسلامی نظریاتی کونسل، **فائنل رپورٹ**، ۱۵۔
(20) اسلامی نظریاتی کونسل، **مصدر سابق**، ۱۷۔
(21) اسلامی نظریاتی کونسل، **مصدر سابق**، ۲۱۔

انسانی حقوق کی بابت حکومتی استفسارات کی بابت سفارشات

بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے حکومت کو رہنما اصولوں کے عنوان سے سفارشات کے علاوہ وقتاً فوقتاً مختلف وزارتوں کی طرف سے موصول ہونے استفسارات کے جواب میں بھی کونسل نے کچھ سفارشات پیش کی ہیں جن میں سے بعض پہ عمل کیا گیا ہے اور بعض سے اغماض برتا گیا ہے۔ کونسل سے جو استفسارات کیے گئے ہیں وہ عام طور پر حقوق انسانی کے بین الاقوامی میثاق [22] سے متعلق ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

الف۔ بین الاقوامی کنونشن بابت انسداد نسلی امتیاز (International convention on Racial Discrimination)

بین الاقوامی کنونشن آرٹیکل ۲ جو کہ نسلی امتیاز کے انسداد سے متعلق ہے۔ وزارت خارجہ کی طرف سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی کمیٹی کی رپورٹ جو اسی عنوان سے متعلق تھی کونسل کو بھجوائی گئی تا کہ اسلامی نقطہ نظر بھی اس کے بارے میں واضح ہو جائے۔ یہ رپورٹ بعد ازاں وزارت خارجہ کی جانب سے اقوام متحدہ کو پیش کی جانی تھی۔ اس استفسار میں یہ بھی کہا گیا کہ چونکہ اسلام نسلی امتیاز کی ممانعت کرتا ہے لہذا کونسل فطرتاً اس بات کا خیال رکھے گی کہ کوئی قانون کسی طرح انٹرنیشنل کنونشن کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔

---

(22) ان میں درج ذیل میثاق شامل ہیں:

۱) بین الاقوامی میثاق برائے اقتصادی معاشرتی اور ثقافتی حقوق (س۔ر ۲۰۰۲۔۲۰۰۳) ص، ۱۰۰-۱۰۳؛

۲) پڑوسیوں کے حقوق۔ س،ر (۱۹۹۳۔ ۱۹۹۲) ص: ۱۵۲؛

۳) حقوق اطفال کے عالمی کنونشن کا مسودہ س،ر۔ (۱۹۹۱-۱۹۹۰) ۱۹۲؛

۴) عام آدمی کی انسانی حقوق کے میدان میں شمولیت مراسلہ از ادارہ تحفظ حقوق انسانی، کوئٹہ س،ر (۲۰۰۶-۲۰۰۵)

۵) نسلی امتیاز کے خاتمے کے لیے مسودہ اسلامی میثاق کی تیاری ڈاکٹر جسٹس منیر احمد مغل کی مرتب کردہ رپورٹ پر غور وخوض ۔س۔ر (۲۰۰۶-۲۰۰۵) ص ۲۱۳، ۲۴۲، ۱۳۷؛

۶) نسلی امتیاز کے خاتمے کے لیے مسودہ اسلامی میثاق کی تیاری کونسل کے سابقہ فیصلوں کی روشنی میں۔ س،ر (۱۹۹۳- ۱۹۹۲) ص ۱۵۰-۱۵۱؛

۷) انسانی حقوق کے ضمن میں خواتین کے حقوق کا مسئلہ اور اس ضمن مین بیرونی دنیا میں پاکستانی معاشرہ کے بارے میں غلط تاثر کا ازالہ س،ر (۲۰۰۰-۲۰۰۱) ص ۱۷۶-۱۷۲؛

۸) بزرگ شہریوں کے بارے میں مسودہ بل و پالیسی مراسلہ از قومی کونسل برائے سماجی بہبود؛

۹) بین الاقوامی میثاق برائے سول سیاسی حقوق (ICCPR) کے سلسلہ میں قومی مشاورت؛

۱۰) شہری وسیاسی حقوق پر عالمی کنونشن کے بارے میں قومی مشاورت مراسلہ از وزارت انسانی حقوق۔

کونسل نے سب سے پہلے اساس پاکستان کو واضح کیا کہ پاکستان کی بنیاد ان اصولوں پر قائم ہے جو تمام امت مسلمہ کو اللہ تعالی کی طرف سے بذریعہ محمد ﷺ عطا کئے گئے۔ پھر مساوات کے اصول کو اولا قرآن سے ثابت کیا گیا ہے اور پھر اس کی تائید حدیث رسول ﷺ سے پیش کی گئی اور پھر پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۳۳، ۳۶ بھی ذکر کیے جو بالخصوص نسلی، مذہبی تعصب کی حوصلہ شکنی اور اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت اور پاکستانی شہریوں کے لیے سماجی انصاف کی فراہمی کے احکامات پر مبنی ہیں۔ ان تمام تفصیلات ذکر کرنے کے بعد کونسل نے یہ سفارش کی کہ "انٹرنیشنل کنونشن کے آرٹیکل ۲ کے مقابلے میں اسلام کا بنیادی قانون اور پاکستان کا آئین ہر قسم کے نسلی امتیاز کے خلاف کہیں بہتر طور پر ضمانت دیتا ہے"۔[23]

ب۔ بین الاقوامی میثاق برائے اقتصادی و معاشرتی اور ثقافتی حقوق

بین الاقوامی میثاق برائے اقتصادی و معاشرتی اور ثقافتی حقوق کے حوالے سے وزارت قانون و انصاف کی طرف سے کونسل کی رائے دریافت کی گئی جس کے جواب میں کونسل نے قرار دیا:

"اصولی طور پر ان میں سے کوئی خلاف قرآن وسنت امر نہیں ہے، لیکن ان کے اصول وضوابط تشریح و تعبیر وہی معتبر ہوگی جو قرآن وسنت اور آئین پاکستان اور قانون کے تابع ہوگی اور جو ان سے متصادم ہو وہ تعبیر و تشریح معتبر نہیں ہوگی۔"[24]

کونسل کی اس سفارش کے جواب میں وزارت قانون و انصاف و انسانی حقوق ڈویژن نے کونسل سے درخواست کی کہ اس میثاق کے سلسلہ میں پاکستان کے موقف کو حتمی شکل دینے کے لیے اپنے ایک نمائندے کو بھیجے۔ اس نمائندے نے کونسل کے موقف کو پیش کرنے کے ساتھ میثاق کے آرٹیکل ۳ اور ۱۰(۱) کے بارے میں اپنے تحفظات کا اظہار کیا جس کے نتیجے میں اس میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا کہ آرٹیکل ۱۰(1) جو کہ عقد نکاح میں شمولیت کے لیے مکمل اور آزادانہ اختیار کے حق پر مبنی ہے۔ اس کا چونکہ یہ معنی بھی لیا جاسکتا ہے کہ مسلمان عورت اپنے آزادانہ اختیار سے غیر مسلم سے شادی کرسکتی ہے اس لیے اس آرٹیکل ۱۰ (۱) کے بارے میں درج ذیل تحفظ شامل کرنا مناسب ہوگا "اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت آرٹیکل ۱۰ (۱) پر عمل کرے گی اپنے آئینی دفعات کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔[25] اسی طرح آرٹیکل ۳ کے بارے میں بھی یہ ریزرویشن پیش کرنے پر اتفاق

(23) ملاحظہ ہو: اسلامی نظریاتی کونسل، **سالانہ رپورٹ ۱۹۹۳ء**، (اسلام آباد)، ۹۴۔

(24) اسلامی نظریاتی کونسل، **سالانہ رپورٹ ۹۲۔۱۹۹۳ء**، (اسلام آباد)، ۴۴۔

(25) اسلامی نظریاتی کونسل، **مصدر سابق**، 103۔

ہوا۔ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اس آرٹیکل ۳ پر عمل شریعت کے قانون کے مطابق ہوگا۔ وزارت قانون نے وزارت خارجہ کو کونسل کی اس ریزرویشن کے بارے میں آگاہ کیا کہ یہ غیر ضروری ہے اور نیا ڈرافٹ ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا کہ "حکومت پاکستان اس آرٹیکل کو ملک میں رائج قانون کے مطابق نافذ کرے گی۔" (26)

وزارت قانون کے اس مراسلہ میں کونسل سے درخواست کی گئی کہ اس ریزرویشن کے بارے میں وزارت خارجہ کی ان نئی تجاویز کا از روئے شریعت جائزہ لے کر ان کے بارے میں بتایا جائے تاکہ تحفظات حتمی شکل میں کابینہ کے سامنے منظوری کے لیے پیش کی جا سکیں۔ س کے جواب میں کونسل نے یہ تجویز دی کہ آرٹیکل ۳ اور (۱)۱۰ کے آخر میں یہ عبارت شامل کر دی جائے:

(Subject to the provision of Article 227 of the constitution of the Islamic Republic of Pakistan)

کونسل نے دوبارہ ایک اجلاس میں شرکت کر کے کونسل کی طرف سے پیش کردہ تحفظات کو میثاق میں شامل کرنے پر اصرار کیا تو اجلاس کے شرکاء نے اصولی طور پر اس بات سے اتفاق کیا لیکن اکثریت کا خیال تھا کہ اسکو آرٹیکل کے ساتھ محدود / مخصوص کرنے کے بجائے میثاق میں شامل کرنے کے لیے حکومت پاکستان کی جانب سے جاری کردہ ڈیکلریشن (Declaration) کا حصہ بنا دیں۔یوں (General Declaration) کے بجائے (Interpretative Declaration) بنا دیا جائے. یہ کونسل کی طرف سے اہم پیش رفت یہ تھی کہ کونسل نے اپنے تحفظات کو منوالیا (27)۔

ج۔ نسلی امتیاز کے خاتمے کے لیے مسودہ اسلامی میثاق کی تیاری

اسلام میں انسانی حقوق کے حوالے سے اعلان قاہرہ (28) پر عمل درآمد کے سلسلے میں اسلامی ممبر ملکوں سے درخواست کی گئی نسلی امتیازات کے خاتمے کے لیے اپنے ملاحظات و آراء ارسال کریں تاکہ نسلی امتیازات کے خاتمے کے لیے مسودہ اسلامی میثاق کی تیاری میں مدد ملے۔اس کے لیے وزارت خارجہ اسلام آباد نے کونسل سے نسلی امتیازات کے خاتمے کے لیے تجاویز و آراء ارسال کرنے کی درخواست کی۔کونسل نے اسلام اور نسلی امتیازات

---

(26) اسلامی نظریاتی کونسل، **مصدر سابق**، ۱۰۳۔

(27) اسلامی نظریاتی کونسل، **سالانہ رپورٹ ۱۹۹۲-۱۹۹۳**، ۱۰۳۔

(28) اس سے مراد حقوق انسانی کا منشور قاہرہ ہے جسے اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی نے ۱۹۹۰ میں قاہرہ میں پیش کیا۔

کے خاتمہ پر سیر حاصل بحث کی ہے اور قرآنی آیات بھی اسکی تائید میں پیش کی ہیں۔اسی طرح تاریخی واقعات بھی اس کی تائید میں لکھے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آئین پاکستان میں جو دفعات مساوات سے متعلق ہیں ان کو بھی بالتفصیل لکھا ہے۔(29)

د۔ شہری وسیاسی حقوق کی بابت بین الاقوامی میثاق

پاکستان نے ۲۰۱۰ء میں سول و سیاسی حقوق کے بین الاقوامی کنونشن کی بعض ملاحظات کے ساتھ توثیق کی تھی۔وزارت قانون،انصاف وانسانی حقوق کی طرف سے کونسل سے اس میثاق کے آرٹیکل ۶(۱) کے بارے میں اقدامات کے متعلق تفصلات طلب کی گئیں تو کونسل نے اس پر غور وخوض کے بعد فیصلہ کیا کہ صرف آرٹیکل ۶(۱)تک محدود نہیں ہونا چاہیئے بلکہ پورے میثاق کا بغور جائزہ لیناضروری ہے۔ میثاق کے تمام آرٹیکلز کے تفصیلی جائزے کے بعد کونسل نے اسلامی تعلیمات سے متصادم آرٹیکلز کے متعلق کونسل نے درج ذیل ترامیم کی سفارش کی:

۱. کونسل نے قرار دیا کہ اس میثاق کا پہلا آرٹیکل جو کہ مطلقا سیاسی معاشی،سماجی اور ثقافتی آزادی کے بارے میں ہے اسے مطلقاً قبول نہ کیاجائے بلکہ حدود شریعت کی پابندی سے مشروط کیاجائے؛ (30)

۲. میثاق کے آرٹیکل ۲(۳) الف میثاق میں مذکور حقوق وآزادیوں کو متعلقہ ریاست یا مذہب کے اصولوں کے مطابق لیا جائے؛(31)

۳. اس میثاق کے آرٹیکل ۶(۲) سے بظاہر سزائے موت کے خاتمے کے موقف کی تائید ہوتی ہے،جبکہ اسلامی قانون کی رو سے صدر حدود وقصاص میں سزائے موت کا خاتمہ نہیں ہو سکتا؛

۴. میثاق کے آرٹیکل ۶(۴) میں سزائے موت کے مجرم کو مطلقا معافی طلب کرنے یا سزامیں کمی کا اختیار دیا گیاہے جو کہ درست نہیں کیونکہ حدود میں ان دونوں کی گنجائش نہیں کہ حدود کا نفاذ حقوق اللہ کے اعتبار وحیثیت سے ہوتاہے؛

۵. اس میثاق کے آرٹیکل ۶(۵) میں اٹھارہ سال سے کم عمر لوگوں کو سزائے موت نہ دینے کی سفارش کی گئی ہے (شاید اس وجہ سے کہ بہت سے مغربی ممالک میں حد بلوغت ۱۸ سال ہے)اس میں یہ ترمیم کی جائے کہ اس سلسلے میں اسلام اور آئین کو پیش نظر رکھاجائے؛

---

(29) اسلامی نظریاتی کونسل،**سالانہ رپورٹ**،۲۰۰۵-۲۰۰۶،(اسلام آباد)،۲۵۹۔

(30) اسلامی نظریاتی کونسل،**سالانہ رپورٹ**،۲۰۱۴-۲۰۱۵،(اسلام آباد)،۶۶۔

(31) اسلامی نظریاتی کونسل، **سالانہ رپورٹ**(۲۰۱۴-۲۰۱۵،(اسلام آباد:)،۶۶۔

۶. میثاق کے آرٹیکل ۱۸(۱) میں مذہبی آزادی کی بابت ہر مذہب کے پیروکار کو کھلے بندوں اپنے مذہب/عقیدے کے مطابق عبادت کرنے اور تبلیغ کی اجازت دی گئی ہے۔اس پر کونسل نے درج ذیل تحفظات کا اظہار کیا:

مثلا یہ کہ کیا اسلام سے مرتد شخص کو کھلی آزادی دینا شرعا درست امر ہے؟ اسی طرح ایک اسلامی ملک میں غیر مسلم اپنی عبادت ورسوم کھلم کھلا کر سکتا ہے؟ یا غیر مسلم کسی اسلامی ملک میں اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے؟

ان تحفظات کی روشنی میں کونسل نے اس امر کا اعادہ کیا کہ اس میثاق کے تمام آرٹیکل پاکستان کے آئین کے آرٹیکل (۲۲۷) کی روشنی میں قابل اطلاق ہوں گے۔ کونسل کی ان ترامیم کے نتیجے میں جب پاکستان نے اس میثاق پر دستخط کیے تو اپنے تحفظات کے ساتھ کیے تھے جس میں آئین پاکستان سے ہم آہنگی کی شرط تھی[32]۔

ھ۔ بزرگ شہریوں کے لیے شیلٹر ہاؤسسز کے متعلق کونسل کی سفارش

بزرگ شہریوں کے بارے میں قومی کونسل برائے سماجی بہبود نے اپنے مجوزہ بل کی بابت اسلامی نظریاتی کونسل سے آراء و تجاویز مانگیں۔اس بل میں یہ تجویز کیا گیا تھا کہ حکومت ضروری قانون سازی کر کے بزرگ شہریوں کے لیے شیلٹر ہاؤسز کا قیام کرے۔اور عوام میں اپنے بزرگوں کے احترام کے لیے آگاہی کے فروغ کے لیے خصوصی اقدامات کرے۔ کونسل نے بعض مفاسد کی بناپر شیلٹر ہاؤسز کی تجویز کی مخالفت کی اور اس سلسلے میں متبادل حل بتایا۔کونسل کے پیش نظر درج ذیل دو مفاسد تھے:

۱۔ یہ مغربی تہذیب کی تقلید ہے۔

۲۔ اسلام نے والدین کی ذمہ داری اولاد پر ڈالی ہے اس طرح وہ چھن جائے گی؛ جبکہ اسلام کی رو سے والدین کا نفقہ وسکنیٰ اولاد کے ذمہ ہے۔

۳۔ یہ تجویز کے آئین پاکستان کے" آرٹیکل ۳۱ جس میں اسلامی طرز زندگی اپنانے کے لیے اقدامات کی تلقین ہے اور آرٹیکل ۳۵ جو کہ خاندان کے تحفظ کے بارے میں ہے" ، کے خلاف ہے۔

اس سلسلے میں اسلامی نظریاتی کی طرف سے متبادل تجویز یہ دی گئی کہ ورثاء کو اپنے بوڑھے رشتہ داروں کی کفالت کرنے کے فریضے کی ادائیگی کا احساس دلایا جائے البتہ لاوارث بوڑھے افراد کی کفالت کے لیے حکومت

---

(32) اسلامی نظریاتی کونسل، **سالانہ رپورٹ، ۲۰۱۴-۲۰۱۵**، ۶۹۔

مناسب انتظام کرے۔(33) اس انتظام کی نوعیت کیا ہو اس حوالے سے کونسل کی سفارش خاموش ہے تاہم المجمع الفقہ الاسلامی سعودیہ اس حوالے سے یہ حل پیش کیا ہے کہ جن بوڑھے لوگوں کو رہائش کا مسئلہ ہو یا انکی فیملی انہیں سپورٹ نہ کر سکتی ہو انکے لیے ہاسٹل بنائے جائیں۔(34)

انسانی حقوق کے حوالے سے کونسل کی تجاویز کو اگر دیکھا جائے تو بعض حوالوں سے وہ انقلابی نوعیت کی ہیں اور کونسل کی سفارشات وہ خلا پر کرتی نظر آتی ہیں جو بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے خود آئین پاکستان میں موجود ہے۔ اسی طرح کونسل کی سفارشات انسانی حقوق کے حوالے سے امتیازی قوانین کے سدباب کے لیے بھی مددگار ہیں۔ کم قسمتی سے کونسل کی دیگر سفارشات کی طرح انسانی حقوق کے حوالے سے سفارشات کو بھی قانون سازی کے لیے زیادہ قبول نہیں کیا گیا۔ گو کہ عملاً قانون سازی اور انسانی حقوق سے متصادم قوانین میں ترمیم کے حوالے سے مقننہ کا رویہ کونسل کی بابت حوصلہ افزا نہیں ہے تاہم کونسل کو علمی طور پر اپنا فریضے کی ادائی کرتے ہوئے انسانی حقوق سے متعلق تمام قوانین کا جائزہ لے کر ایک موضوعاتی رپورٹ مقننہ کو پیش کرنی چاہیے۔

اس کے علاوہ کونسل کو حقوق نسواں اور حقوق اطفال کی معاصر تفہیم کے حوالے سے بھی چیلنج کا سامنا ہے۔ بچوں اور خواتین کے متعلق کونسل کی بعض سفارشات پر (مثلاً بیویوں کو ہلکا مارنے اور کمسنی کی شادی کے جواز کی سفارشات) علمی حلقوں اور حقوق انسانی کی تنظیمیوں کی طرف سے تحفظات کا اظہار کیا جاتا ہے کونسل کو اس جانب بھی توجہ کرنی چاہیے۔ اسی طرح ملک میں جاری متوازی عدالتی نظام اور شہریوں کے ماورائے عدالت قتل کے حوالے سے ڈھیل فراہم کرتے قوانین کو بھی زیر بحث لانے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

---

(33) اسلامی نظریاتی کونسل، **سالانہ رپورٹ، ۲۰۱۳-۲۰۱۴**، (اسلام آباد:)، ۲۴۔

(34) Resolution No.113(7/12) on 'Children and Aged Rights' p. 258.